R.No. 2186/57

Regd. No. L. 912

انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

ٹیلی فون ـ ۹۰
قیمت تین پیسہ

جلد ۲۴ ـ شمارہ ۱۹	ایڈیٹر: آل احمد سرور	۱۵ ـ مئی ۱۹۶۵ء

اداریہ

امرت لال ناگر اور اردو

امرت لال ناگر ہندی کے چوٹی کے لکھنے والوں میں ہیں۔ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں اور لکھنؤ میں ہر اچھے کام میں بڑی خوشی سے شریک ہوتے ہیں۔ وہ جمہوریت کے پرستار اور ہماری مشترک تہذیب کے شیدائی ہیں خود ان کی تحریریں اردو زبان کی چھاپ لیتی ہے۔ پھر بھی اردو زبان و ادب کو اس کا حق دینے کے لیے وہ تیار نہیں ہیں اور جب اردو کو اترپردیش میں سرکاری حیثیت سے تسلیم کرنے کی بات اٹھتی ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

حال میں قومی آواز میں ان کا ایک خط چھپا تھا جسے ہم نے "ہماری زبان" کے ۸ مئی کے پرچے میں نقل کیا تھا۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دورخی سوچ (DOUBLE THINK) اور دو رخی بات (DOUBLE TALK) سے نکل نہیں سکتے۔

ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اردو "اسلوب" کی میرے من میں بڑی عزت ہے اور اس کے ادب کی انمول دولت کو کھونے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں، دوسری طرف اس "اسلوب" اور اس کے ادب کے حقوق کو پامال ہوتے دیکھتے ہیں اور ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی پھر وہ یہ مانتے ہیں کہ "یہ ادب پورا کا پورا دیوناگری رسم خط میں نہ لایا جا سکے گا" انھیں ان لوگوں کے ساتھ ہمدردی بھی ہے جو بڑی عمر میں اچانک ان پڑھ بن جائیں مگر اس سلسلے میں کچھ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

وہ اردو دوستوں کے سامنے یہ تجویز تو رکھتے ہیں کہ طالب علموں کی درسی کتابوں میں دونوں اسلوبوں کے سبق رکھنے کی بات اٹھائیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ برسوں سے فراق اور دوسرے اردو دوست یہی کر رہے ہیں ناگر جی نے اردو دوستوں سے تو یہ کہا کہ وہ یہ بات اٹھائیں مگر خود کبھی ہندی کے پریمیوں کو یا حکومت کو یا محکمۂ تعلیم کو توجہ نہیں دلائی۔

وہ نہیں چاہتے کہ ہماری اگلی پیڑھیاں اپنی واحد مادری زبان کو دو زبانیں سمجھنے کے پرفریب جال میں پھنسی رہیں مگر وہ یہ ستم دیکھتے رہتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے کہ ایک طرف اردو کے اسلوب کو جس میں میر، سودا، نظیر، انیس، غالب، مومن، حالی، اکبر، داغ، اسمٰعیل، آرزو، حسرت، جگر، فراق، [illegible] ہیں اور دوسری طرف میر امن، غالب، سرسید، آزاد، [illegible] حالی، شبلی، سرشار، رسوا، پریم چند، فرحت اللہ بیگ، مولانا [illegible] کرشن چندر، بیدی، عصمت کی نثر ہے اترپردیش کے تعلیمی اداروں میں یکسر نظرانداز کیا گیا ہے اس کے علاوہ جو لوگ ابتدائی اور ثانوی تعلیم اس زبان کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں جسے وہ اپنی مادری زبان سمجھتے ہیں اور جس کا فیصلہ صرف وہی کر سکتے ہیں اور جسے دستور نے دفعہ ۳۵۰ الف کے ذریعہ سے تسلیم کیا ہے ان کے راستے میں رکاوٹیں ہیں اور ناگر جی جیسے لوگ ٹک ٹک دیکھتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔

پھر ناگر جی مادری زبان کی مانگ کرنے والوں کو یہ کہہ کر ڈرانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اپنی مانگ پر اڑے رہے تو جیسے دو پاکستان

اس شمارے میں

کے پیدا کیے ہوئے موجودہ سنکٹ میں ہندو بھی سخت رجعت پسند ہوجائے گا۔ مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ رجعت پسندی تو موجود ہے اگر یہ نہ ہوتی تو اتر پردیش میں جہاں اسّی لاکھ کے قریب اردو بولنے والے مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق بستے ہیں۔ ابتدائی درجوں میں اردو کے ذریعہ سے تعلیم پانے والے لاکھ سوا لاکھ سے بہت زیادہ ہوتے اور سہ لسانی فارمولے کے تحت ہندی شوق سے پڑھنے والوں کے لیے بھی تیسری زبان کی حیثیت سے اپنی مادری زبان اردو پڑھنے میں دشواریاں نہ ہوتیں۔

ناگرجی چاہے زبان سے کہتے رہیں کہ انھیں اردو ادب سے محبت ہے مگر وہ اس کی پڑھائی کے راستے میں رکاوٹیں دیکھتے ہیں، اس کے چلن میں دشواریاں دیکھتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ اور جب دستور کے مطابق اردو والے اپنا حق مانگتے ہیں تو وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ خدا جانے کون سا نیا اور سندر سماج بنانا چاہتے ہیں جس میں ایک رنگ، ایک موج، ایک دھارے کو ختم کرنا ضروری ہے۔ ناگرجی کو حق ہے کہ وہ اردو کو شیلی کہیں۔ ہمیں یہ حق ہے کہ ہم ہندی کو شیلی کہیں۔ دلائل ہمارے پاس بھی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ ایک جڑ سے دو تنے نکلے ہیں اور دونوں کے پتے اور پھول الگ الگ ہیں اور اب انھیں دو زبانیں مان لینا چاہیے تاکہ دونوں کو ترقی ہو اور وہ ایک دوسرے کے قریب آسکیں اور وقت آنے پر پھر ایک ہوسکیں یہ نیک نیتی کی بات ہے۔ مگر اردو کو اسلوب کہہ کر اور اس کی تھوڑی سی تعریف کر کے اور پھر اس کے بچاؤ کی کوششوں کو علیحدگی پسندی ٹھہرا کر نہ زبان کی خدمت ہوتی ہے نہ قوم کی نہ ملک، نہ جمہوریت کی نہ تہذیب کی اور نہ انصاف کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔ ہاں ہندی کے کچھ ٹھیکیدار خوش ہوجاتے ہیں۔

یو۔پی اسمبلی کے دو سو ممبران اسمبلی اردو کے حق میں

لکھنؤ ۱۰ رمئی یو۔پی کے دو سو ممبران اسمبلی کی طرف سے ایک یادداشت، صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن اور وزیر اعظم شاستری کو پیش کی جانے والی ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اردو کو یو۔پی کی دوسری سرکاری زبان قرار دیا جائے۔

اس تحریک کے لیڈر مسٹر جمیل الرحمٰن قدوائی نے جو یو۔پی اسمبلی کے ممبر ہیں نمائندہ یو۔این۔آئی کو بتایا کہ اس یادداشت پر کانگریس، پی۔ایس۔پی، جن سنگھ، سوتنتر پارٹی، کمیونسٹ، سوشلسٹ پارٹی، سنیکت سوشلسٹ پارٹی اور آزاد ممبران اسمبلی کے دستخط ہیں۔

مسٹر قدوائی نے کہا کہ یو۔پی میں تین زبانوں کے فارمولے میں انگریزی، ہندی اور سنسکرت کے بجائے ہندی، انگریزی اور اردو ہونا چاہیے۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ یو۔پی میں ایک کروڑ افراد کی مادری زبان اردو ہے۔

انھوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ اردو سے یو۔پی میں سوتیلی ماں کا سلوک کیا جارہا ہے جہاں بہت زیادہ تعداد میں لوگ اردو پڑھنا چاہتے ہیں یو۔پی اسمبلی کے ممبران کا ایک وفد ڈاکٹر رادھا کرشنن سے اس سلسلے میں ملے گا۔

(قومی آواز)

انجمن ترقی اردو کو دو ہزار کا عطیہ

لکھنؤ ۲۱ اپریل کل رفاہ عام میں انجمن ترقی اردو کی جانب سے مسٹر مقبول احمد لاری صدر میرا اکاڈمی کو تہنیت اور مبارکباد پیش کی گئی اور ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی جنرل سکریٹری نے اس موقع پر مقبول احمد لاری کی خدمت کو سراہا اور بتایا کہ مقبول احمد لاری کا ادبی رجحان اور فنکاروں کے تخلیقات کی قدردانی ان کا خاندانی ترکہ ہے۔

مقبول احمد لاری نے بہ زبان مولانا خیر بہوروی انجمن ترقی اردو کی جدوجہد کی تعریف کی اور انجمن کو اس کی مالی اعانت کے سلسلے میں دو ہزار روپیہ کے عطیہ کا اعلان کیا۔

(قومی آواز)

نریش کمار شاد کی کتاب کو ایک ہزار روپیہ انعام

چنڈی گڈھ۔ پنجاب کی زبانوں سے متعلق محکمہ نے اردو کے مشہور نوجوان شاعر نریش کمار شاد کی کتاب "مطالعے" کو اس سال کی بہترین تصنیف قرار دیا ہے اور مصنف کو ایک ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ (الجمعیۃ)

رہنمائے کتابداری

غلام رسول سابق لائبریرین سٹی کالج حیدرآباد دکن کی اردو زبان میں علم کتاب داری (لائبریری سائنس) میں اعشاریائی طریق پر اپنی نوعیت کی جامع کتاب، جو کتب خانوں کی تنظیم کے لیے نہایت کارآمد ہے۔ قیمت تین روپے

ناشر:۔ آندھرا پردیش ساہتیہ اکاڈمی، پبلک گارڈنز حیدرآباد (اے۔پی)

نیر اقبال

ہندوستانی زبان کی قدیم ترین لغت

گریرسن کا خیال ہے کہ ہندوستانی زبان کی قدیم ترین لغت ۱۷۰۴ء[1] میں سورت میں مرتب کی گئی۔ اس کا مرتب ایک کیپوچن پادری فرانسس ایم تورینس تھا۔ لغت کا نام "ہندوستانی زبان کی لغت" تھا۔ کتاب کا مخطوطہ دو حصوں اور ڈبل کالمی ۴ سو ۵ سو صفحات پر مشتمل تھا۔ اس تصنیف کے سلسلے میں گریرسن کی معلومات براہ راست نہیں تھیں بلکہ اس کو امدوزی سے فراہم ہوئی تھیں ۱۷۷۱ء میں ایک اور کیپوچن مشنری کیسانو بیلیگاتی کی تالیف Alphabetum Brahmanicum منظر عام پر آئی۔ اس کا دیباچہ جونس کرسٹو فر امدوزی نے لکھا تھا۔ اس دیباچہ میں ہندوستانی زبانوں کے بارے میں اس وقت تک حاصل ہونے والی تمام تحقیقی معلومات کا جائزہ لیا گیا تھا۔ اس میں مذکورہ بالا لغت کا بھی تذکرہ تھا۔ امدوزی کے زمانے تک وہ روم کے صیغۂ تبلیغ و اشاعت کے کتب خانے میں محفوظ تھی۔ لیکن جب وہاں گریرسن نے اس کی تلاش کی تو اسے یہ لغت نہیں مل سکی۔

"اردو نامہ" (کراچی) کے شمارہ ۱۵ میں آغا افتخار حسین کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں فرانس کے کتب خانوں میں محفوظ اردو کی چند نادر کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ اسی سلسلے میں ایک بیش قیمت لغت" کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

"اسی کتب خانے (بیلوتک ناسیونال) کے مشرقی شعبے میں مجھے ایک لغت ملی یہ لغت چار زبانوں لاطینی، ہندی، فرانسیسی اور اردو میں لکھی گئی تھی۔ اس لغت کے پیرس میں آنے کی داستان دلچسپ ہے مخطوطے کے شروع میں ایک نوٹ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"سنہ ۱۷۵۸ء میں میں سورت میں تھا۔۔۔۔۔ میں نے سورت میں ایک عیسائی مشنری کے یہاں ایک پرانا لیکن نہایت بیش قیمت مخطوطہ دیکھا یہ ایک فرانسیسی لغت تھی۔۔۔۔۔ سنہ ۱۷۷۸ء میں میں نے ایک Alpha Brahma دیکھی جو ۱۷۷۱ء میں روم سے شائع ہوئی تھی اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ روم کے صیغۂ تبلیغ و اشاعت کے کتب خانے میں ہندوستانی زبان کی لغت کا ایک نسخہ موجود ہے جو سورت میں ایک مشنری نے لکھا تھا اس نسخے کے بارے میں جو تفصیل تحریر کی گئی تھی اس سے مجھے شبہ ہوا کہ غالباً یہ وہی مخطوطہ یا اس کی نقل تھی جو میں نے سورت میں دیکھا تھا۔

روم کے صیغۂ تبلیغ و اشاعت کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں ایک ہندوستانی ڈکشنری لکھنا چاہتا ہوں تو صیغے کے ارباب حل و عقد نے یہ مخطوطہ میرے پاس بھیج دیا جو مجھے ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۷۸۳ء کو ملا۔"

(بحوالہ اردو نامہ شمارہ ۱۵ صفحہ ۱۲)

یہی وجہ تھی کہ جب اس مخطوطہ کو ۱۸۹۰ء میں گریرسن نے روم میں تلاش کیا تو یہ دستیاب نہ ہو سکا۔

اسی نوٹ سے ہم کو معلوم ہوتا ہے اس مخطوطہ کا نام "ہندوستانی زبانوں کا خزانہ" تھا۔

مذکرہ بالا نوٹ کے مصنف انکتل دوپیرون کے اسی نوٹ سے چند اور اہم باتوں کا بھی پتہ چلتا ہے اس نے لکھا ہے۔

"اس لغت کا اصل نسخہ جو سورت میں لکھا گیا تھا سنہ ۱۷۰۴ء میں روم کے شعبہ تبلیغ و اشاعت کے کتب خانے میں داخل کیا گیا۔"

(بحوالہ اردو نامہ ۱۵ صفحہ ۱۲)

مذکرہ بالا بیان سے گریرسن کے اس بیان کی تردید ہو جاتی ہے کہ یہ لغت ۱۷۰۴ء میں ترتیب دی گئی تھی۔

"completed at Surat, in the year 1704," — LSI IX Pt. I. P. 6.

سن ۱۷۰۴ء درحقیقت اس نسخہ کے روم پہنچنے کا سال ہے۔ اگر "اصل نسخہ" سے وہ نسخہ یا مسودہ مراد ہے جو خود مصنف نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تب یہ نسخہ کم سے کم اتنے عرصہ تک سورت میں ضرور رہا کہ اس کی نقلیں تیار کی جا سکیں ورنہ ۱۷۵۸ء میں دوپیرون کو سورت میں ایک نسخہ کیسے ملتا۔ ممکن ہے اور بھی نقلیں تیار کی گئی ہوں جو امتداد زمانہ سے برباد ہو گئی ہوں۔ اس لحاظ سے آغا صاحب کا اخذ کیا ہوا نتیجہ کہ "یہ لغت سترھویں صدی میں لکھی گئی تھی" درست ہی معلوم ہوتا ہے۔

یہ بات مان لینے کے بعد کہ لغت سترھویں صدی میں لکھی گئی تھی، ہمارے سامنے ایک تحقیق طلب مسئلہ آ جاتا ہے یہ ہندوستانی زبان کی پہلی لغت ہے یا دوسری؟

کیٹلر کی قواعد اور لغت ۱۷۴۳ء میں لاطینی میں شائع ہوئی۔ مشہور مستشرق وولجی کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق یہ لغت

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

[1] گریرسن نے اس تصنیف کا سن اشاعت ۱۷۹۱ (1761) لکھا ہے۔ ل۔ ایس۔ آئی جلد ۹ جزو اول صفحہ ۹

مراسلات

اردو انعامات

اردو کے تحفظ و بقا اور اس کی حق طلبی کی سرگرمیوں اور رفتارِ عمل تیز کرنے نیز قلمکاروں کے اعترافِ فن اور حق الخدمت کے پیشِ نظر یہ طے کیا ہے کہ ایک ادبی سلسلہ ایسا شروع کیا جائے جو اردو کے پیچیدہ مسائل کو سلجھانے میں مفید و معاون ہو۔ اور اس موضوع پر آزادانہ اور سنجیدہ فن پارے پیش کیے جائیں۔ اسی کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک قلمکاروں کی خدمت اور اعزاز کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ فی الحال یہ سلسلہ صوبۂ مدھیہ پردیش تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ آئندہ حسب موقع و ضرورت کل بھارت پیمانے پر رکھا جاسکے گا۔ لہذا صوبے کے تمام فنکاروں کی خدمت میں درخواست ہے کہ مطلوبہ عنوانات پر اپنی گرانقدر تخلیقات عنایت فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ ہر بہترین و منتخبہ تخلیق پر اعزاز و انعام بطور نذرانہ پیش کیا جائیگا۔

انعامات کا فیصلہ مقررہ کردہ بورڈ موجودہ ججوں پر مشتمل ہوگا ہر حال میں قابل قبول متصور کیا جائے گا۔

تفاصیل حسب ذیل ہیں۔

نام تخلیق	عنوان	تعداد نذرانہ
مقالہ (مضمون)	اردو کا حق کیسے ملے؟	۱۵۰۔ ایک سو پچاس روپیہ
افسانہ	علاقائی دوشیزہ	۱۲۵۔ ایک سو پچیس روپیہ
نظم	گیسوئے اردو	۱۰۰۔ ایک سو روپیہ

غزل بر مصرع طرح ؎ زندگی دفعت ہے درد سر کے لیے
قوافی۔ سر۔ نظر۔ ردیف کے لیے
۵۱ اکیاون روپیہ (مصرع طرح پر گرہ نہ لگائی جائے)

بورڈ کے جج صاحبان :- حضرت کوثر چاندپوری، حضرت اعجاز صدیقی، حضرت شکیل بدایونی، حضرت جگن ناتھ آزاد۔ ڈاکٹر شفا گوالیاری۔ (بورڈ کے کسی جج کو کوئی فن پارہ بھیجنے کی اجازت نہ ہوگی)

ایک فنکار کسی ایک صنف پر ہی اپنی تخلیق ارسال کرے اور اپنا مکمل پتہ بھی۔

تمام تخلیقات غیر مطبوعہ خوشخط و صاف ۳۱ مئی ۱۹۷۵ء تک ڈاکٹر شفا گوالیاری۔ شفا میڈیکل ہال مدھوارہ بھوپال کے پاس رسیدی رجسٹری سے ارسال کریں۔

۱۵ جون تک نذرانے (انعام) کی رقم ارسال کر دی جائے گی۔ (محمد حنیف۔ معرفت میسرز برکاتی محمد حنیف سوداگر بھوپال ایم پی)

جے پور میں اردو طلباء کے ساتھ زیادتی

جے پور کے جن پرائمری اسکولوں میں ہیڈ ماسٹروں نے مجبور ہوکر اردو جاری کی ہے۔ اب انھوں نے طالب علموں کو پریشان اور ناکام کرنے کی ایک اور مہم شروع کی ہے یعنی گذشتہ ششماہی امتحان کے موقع پر پرچہ جات ہندی زبان میں چھپوائے تھے جب کہ تمام مضامین طلباء کو اردو زبان میں پڑھائے جارہے ہیں چنانچہ اس کی بابت انجمن ترقی اردو راجستھان نے گورنمنٹ راجستھان کو بھی لکھا اور ڈائرکٹر صاحب ایجوکیشن پارٹمنٹ اور انسپکٹر آف اسکولس کو بھی لکھا گیا اور ہیڈ ماسٹروں سے زبانی بھی کہا گیا۔ جن میں سے بعض نے سالانہ امتحان کے موقع پر اردو زبان میں پرچے دینے کا اقرار بھی کیا مگر اب جبکہ سالانہ امتحان آیا تو پرچے بدستور ہندی زبان میں دیئے گئے اور اس پر مزید اضافہ یہ کیا گیا کہ جن طلباء کو مطبوعہ ہندی پرچے نہیں دیئے گئے، ان کو سوالات امتحان بہ زبان ہندی بورڈ پر لکھ کر ہدایت کر دی گئی کہ خود ان سوالات کو نقل کر لو مگر بچوں کو نقل کرنے کے لیے بھی کافی وقت نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے اکثر بچے پورے سوالات بورڈ سے نقل نہ کرسکے ایسی صورت میں طلباء کے کامیاب ہونے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے لہذا گورنمنٹ راجستھان اور سررشتہ کو انجمن ہذا پھر توجہ دلا رہی ہے۔ کہ اس زیادتی کو بند کیا جائے۔

(احترام الدین شاغل)

انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخیں قائم کیجیے

اردو دوستوں سے اپیل

اس امر سے غالباً کسی کو انکار نہ ہوگا کہ اردو کے تحفظ و بقا، ترویج و ترقی کے لیے اب کوئی نہایت مفید اور موثر اقدام کی ضرورت ہے اس لیے ہر ضلع، ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گاؤں غرضیکہ جہاں بھی اردو پڑھنے لکھنے اور بولنے والے موجود ہیں انجمن ترقی اردو (ہند) کی ایک شاخ قائم ہونا چاہیے مہاراشٹر کے اردو دوستوں کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ انجمن ترقی اردو (ہند) ریاستی شاخ مہاراشٹر نے اپنے علاقے میں شاخوں کی تنظیم کا کام شروع کر دیا ہے اس سلسلے سے ہر اردو دوست کو ریاست مہاراشٹر میں مقیم ہے التماس ہے کہ وہ اپنے ضلع اپنے شہر اور اپنے قصبہ اور اپنے گاؤں میں انجمن کی شاخ قائم کرنے کی کوشش کرے اور اگر پہلے سے کوئی شاخ قائم ہے تو اس کو مفید موثر اور سرگرم عمل کرے اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کرسکتے ہیں۔

جنرل سکریٹری، انجمن ترقی اردو (ہند) ریاستی شاخ مہاراشٹر
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنسس بلڈنگ بمبئی ۳

انتخابات ارکان انجمن ترقی اردو راجستھان

انتخابات ارکان انجمن ترقی اردو راجستھان برائے مجلس عاملہ جو تاریخ ۲۵ر اپریل ۱۹۶۵ء بروز اتوار کو بوقت ۱۰ بجے دن تا ۲ بجے دن بمقام مسلم مسافر خانہ جے پور ہوئے۔

کل ووٹروں کی تعداد ۱۹۹
ووٹ جو ڈالے گئے ۱۵۵
تعداد ووٹ جو رد کیے گئے ۵
باقی ماندہ تعداد ووٹ ۱۵۰

واضح رہے کہ مجلس عاملہ کے لیے صرف ۳۱ اصحاب کا انتخاب مطلوب تھا لہٰذا ذیل میں بلحاظ تعداد ووٹ منتخب اصحاب کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں۔ باقی اصحاب کے ووٹ آخری نام پر جو تعداد درج ہے اس سے کم ہیں اس لیے ان کے نام درج نہیں کیے گئے ہیں۔

نمبر شمار	نام رکن	تعداد ووٹ
۱	خان بہادر حاجی الطاف احمد صاحب خیری	۱۴۸
۲	راؤ بہادر پنڈت اوتار نارائن صاحب بہادر	۱۴۶
۳	سید احمد علی صاحب قمر جعفری	۱۴۵
۴	مولوی احترام الدین احمد شاغل عثمانی	۱۴۵
۵	ڈاکٹر سردار رام سنگھ صاحب	۱۴۳
۶	پنڈت رتن نارائن کول	۱۴۲
۷	مولوی حافظ محمد ایوب خان صاحب قمر	۱۴۱
۸	محمد افتخار علی صاحب شمیم	۱۳۷
۹	صاحبزادے خلیل احمد خان صاحب	۱۳۶
۱۰	خان برکت اللہ خان صاحب	۱۳۰
۱۱	سید لائق علی صاحب عسکری	۱۲۹
۱۲	محمد غفار علی صاحب ایڈوکیٹ	۱۱۸
۱۳	سید عابد علی صاحب	۱۱۶
۱۴	میر اعتقاد علی صاحب جاگیردار	۱۱۰
۱۵	نواب عبدالباقی خان صاحب	۱۰۷
۱۶	حکیم حافظ عبدالسلام صاحب	۱۰۶
۱۷	عبدالحئی صاحب شمیم	۱۰۳
۱۸	ماسٹر سراج الحق صاحب	۱۰۲
۱۹	حاجی نور محمد صاحب مالک لاریز	۹۴
۲۰	حکیم سید ظہیر احمد صاحب برکاتی	۸۴
۲۱	محمد عبدالرزاق صاحب سوداگر	۸۰
۲۲	منشی عبدالواسع صاحب اکمل	۷۹
۲۳	سید لبیب احمد صاحب	۷۵
۲۴	قاضی کلیم الدین تجلی عثمانی	۷۱
۲۵	قاضی امین الدین صاحب اثر عثمانی	۶۴
۲۶	سید یٰسین علی صاحب ہیڈ کلرک	۶۱
۲۷	فضل الرحمٰن صاحب کیفی	۵۹
۲۸	بابو عبدالرؤف صاحب	۵۶
۲۹	حاجی محمد عبدالرحمٰن خان صاحب	۵۶
۳۰	سید نجم الحسن صاحب نقوی	۵۵
۳۱	میر محمد صادق علی صاحب	۵۴

(دستخط سید علی شاہ قمر جعفری ریٹرننگ آفیسر ۲۵)

جلسہ تقسیم اسناد جامعہ اردو

پروفیسر مسعود حسن رضوی کا خطبہ

علی گڑھ ۳ رمئی ۱۹۶۵ء جامعہ اردو کا جلسہ تقسیم اسناد زیر صدارت جناب پنڈت راج ناتھ کنزرو صاحب نائب امیر جامعہ دفتر جامعہ اردو (کشمیر ہال) میں منعقد ہوا۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی نائب شیخ الجامعہ نے جامعہ کی ۶۵-۱۹۶۴ء کی کارگزاریوں کی رپورٹ سنائی۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی صاحب نے جلسہ کو خطاب کیا موصوف نے اپنے خطبے میں آزادی کے بعد ہندوستان میں حکومت اور عوام کا اردو کے سلسلے میں جو رویہ رہا ہے اور اردو کو جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے، اس کا تفصیلی جائزہ لیا۔ انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اب ملک کی فضا اردو کے لیے کچھ بہتر ہوئی ہے اور ملک کا سنجیدہ طبقہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اردو والوں کو اپنی زبان کے مستقبل کے بارے میں جو بے یقینی ہے اور اس کے نتیجے میں جو بے چینی پیدا ہوگئی ہے وہ ایک انصاف پسند جمہوریت کے شایان شان نہیں ہے۔ رضوی صاحب نے اردو زبان کے آغاز و ارتقاء پر روشنی ڈالتے ہوئے اردو رسم خط پر تمام اعتراضات کا تجزیہ کیا اور دلائل سے ثابت کیا کہ دیوناگری یا رومن رسم خط کے مقابلے میں یہ تمام آوازوں کو بہتر طور پر ادا کر سکتا ہے۔

انھوں نے اردو والوں سے اپیل کی کہ وہ ہندی کے سلسلے میں وہ رویہ اختیار نہ کریں جو ہندی والوں نے اردو کے سلسلے میں اپنا رکھا ہے بلکہ ہندی زبان کو سیکھنے اور ہندی ادب سے واقفیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

مسعود حسن رضوی صاحب کے خطبے کے بعد جناب صدر نے اردو زبان کی رنگا رنگی، اس کے حسن اور مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے اردو کے حق کو سرکاری طور پر تسلیم کیے جانے کا مطالبہ کیا۔

(نامہ نگار)

اترپردیش کے پرائمری اسکولوں میں اردو

لکھنؤ۔ (ڈاک سے) ریاستی انجمن ترقی اردو کے جوائنٹ سکریٹری ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی نے وزیر اعلیٰ اترپردیش کو ایک مراسلہ روانہ کیا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ آپ کے اس بیان پر کہ ریاست میں ایک ہزار سے زیادہ پرائمری اسکولوں میں اردو پڑھائی جا رہی ہے اور پانچ سو سے زائد اردو ٹیچرز مقرر کیے گئے ہیں شکریہ ادا کرنے کے ساتھ یہ درخواست کی ہے کہ ان اسکولوں کی ایک فہرست بھی عنایت کی جائے تاکہ ریاستی انجمن ترقی اردو کی تمام شاخوں کو ہدایت جاری کی جائے کہ وہ حکومت کے اس اقدام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں دوسرے یہ کہ انجمن پوری ریاست میں اردو تعلیم کے سلسلے میں ایک جائزہ لینا چاہتی ہے اس لیے بھی فہرست کی ضرورت ہے اور محکمہ تعلیم کے ذمہ داروں کو بھی واضح ہدایت فرمائیں کہ وہ انجمن کے کارکنوں سے پورا تعاون کریں اس سلسلہ میں اس بات کی شکایت بھی کی ہے کہ مفاد عامہ سے متعلق اشتہارات اور نوٹس وغیرہ اردو میں شایع نہیں کیے جا رہے ہیں، حالانکہ حکومت نے اپنے ایک کمیونک کے ذریعہ اترپردیش کے کچھ مخصوص شہروں اور خصوصاً لکھنؤ کے متعلق یہ عام ہدایت کی تھی کہ ان شہروں میں مفاد عامہ سے متعلق تمام اشتہارات نوٹس اور ضروری اطلاعات اردو میں بھی شایع کی جائیں لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ حد یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں بین الاقوامی تعاون سے چیچک کی وبا کے خلاف ایک مہم جاری کی گئی اور جو کچھ اخباروں میں چھپا اور عام نوٹس پوسٹروں پر لگایا گیا وہ سب ہندی میں تھا اور جس حکومت نے ۸۰ لاکھ اردو والوں کے تحفظ کے لیے انھیں اردو میں اس مہم کے لیے یا اس وبا سے بچنے کے واسطے کچھ نہیں بتایا۔ اس خط کی نقول وزیر تعلیم ہندوستان اور لسانی کمشنر کو بھی بھیجی گئی ہیں۔ (الجمعیۃ)

حکومت یو۔پی کا رویہ لسانی اقلیتوں کے لیے غیر ہمدردانہ ہے

نئی دہلی۔ ۵ مئی لسانی اقلیتوں کے کمشنر نے لوک سبھا کو آج اپنی چھٹی رپورٹ پیش کی۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ حکومت یو۔پی کے طرز عمل پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے اور اسے لسانی اقلیتوں کے لیے غیر ہمدردانہ قرار دیا گیا۔ اس میں کہا گیا کہ اکثر ریاستوں میں سروسوں میں بھرتی کے امتحان کا ذریعہ انگریزی یا علاقائی زبانیں ہیں بعض ریاستوں میں لسانی اقلیتوں پر ملازمتوں میں بھرتی پر جو پابندیاں ہیں ان کو ہٹانے پر زور دیا گیا ہے۔ (الجمعیۃ)

کوثر چاندپوری بھوپال سے دہلی روانہ

اردو کے مشہور افسانہ نگار کوثر چاندپوری، ۴۰ سال تک بھوپال میں اپنی افسانوی فتوحات سے متاثر کرنے کے بعد ہمدرد ریسرچ لیبارٹریز دہلی میں طبی خدمات کے سلسلے میں چلے گئے آپ کی رخصت پر کئی الوداعی جلسے کیے گئے۔ "حلقۂ ارباب ادب" نے اپنے جلسے میں ایک خوب صورت ماؤنٹ پر ادبا و شعرا کے دستخطوں کے ساتھ نیک خواہشات کا تحریری اظہار پیش کیا۔ اسے حلقہ والوں کی طرف سے پروفیسر آل احمد سرور نے پیش کیا۔ پروفیسر سرور نے انشاء پرداز نکہت اور انجمن نوجوان مصنفین کے مشترکہ الوداعی جلسہ میں بھی شرکت کی۔ اس کے علاوہ کوثر چاندپوری کے اعزاز میں بزم فنکار، ادارۂ فروغ ادب وغیرہ نے بھی الوداعی جلسے کیے کوثر صاحب کو الوداع کہنے کے لیے منعقد کیے گئے ان جلسوں میں ڈاکٹر گیان چند، اختر سعید جناب ایم۔ عرفان، جناب آفاق احمد، جناب عیسیٰ صدیقی، جناب شری دھر جوشی، جناب شمیم احمد وغیرہ نے اظہار خیال کیا۔

(حسنات صدیقی)

انجمن ترقی اردو احمد آباد کا ایک جلسہ

انجمن ترقی اردو احمد آباد کا یہ اجلاس حکومت گجرات سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی تمام ریاستیں اور مرکزی حکومت ایسے شعراء اور ادباء کی مالی امداد کرتی ہے، جنھوں نے اپنی زندگی میں اپنی مادری یا علاقائی زبان کے ذریعہ ادب کی خدمت کی ہو اور گردش زمانہ کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی کا شکار ہو گئے ہوں۔ گجرات میں بھی چند ایسے ضعیف العمر اور تنگ دست اردو ادیب اور شعراء ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا معتد بہ حصہ ادب و شعر کی خدمت میں گزارا ہے اور آج کل اپنی ضعیفی اور بیکاری کی وجہ سے سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ایسے افراد جنھوں نے ملک کی تہذیب، تمدن اور ثقافت کی گرانقدر خدمات انجام دی ہوں انھیں مالی امداد دینا حکومت کا فرض منصبی ہے۔

انجمن ترقی اردو اس سلسلہ میں حکومت گجرات سے درخواست کرتی ہے کہ وہ گجرات کے ایسے مستحق اردو شعراء و ادباء کی دستگیری کرے۔

(جلال الدین نادری سکریٹری)

کمال الدین کمالؔ

غزلیں

مٹتے مٹتے ہو گئی آخر سب ارمانوں کی خاک
اور کیا برباد ہوگی ہم پریشانوں کی خاک

خاک میں مل کر بھی وحشت کا وہی عالم رہا
اڑ گئی بن کر بگولے تیرے دیوانوں کی خاک

آپ کے سودائیوں کو دہر میں راحت کہاں
چھانتے پھرتے ہیں صبح و شام ویرانوں کی خاک

دوستوں نے جب نہ سمجھا جاں نثاری کو مری
دشمنوں کو قدر ہوگی میرے احسانوں کی خاک

بزم گاہِ حسن میں تھا بس یہی انجامِ عشق
اڑ رہی تھی صبح دم محفل میں پروانوں کی خاک

مٹ کے بھی دل سے نہ نکلا آپکا سودائے عشق
خاکِ رہ بن کر رہی ہم سوختہ جانوں کی خاک

موسمِ گل ہم صفیروں کو مبارک اے کمالؔ
میری راتیں دیکھتی ہوگی بیابانوں کی خاک

صلاح الدین نیّر

مجھ سے مایوس نہ ہو مجھ سے خیالِ محسن
ایک اک لمحہ مرے دل پہ گراں ہے تجھ بن

آج بھی ہے وہ فریبِ رخِ جاناں کے قریب
جس کو دیکھا تھا بہت دور سے پہلے اک دن

بعض ارماں ہیں سلگتی ہوئی راتوں کی طرح
چند معصوم امنگیں ہیں بہت ہی کم سِن

دلِ ناداں! یہ گیا وقت نہ آئے گا کبھی
اتنی بے تابی سے گذرے ہوئے لمحوں کو نہ گن

تجھ سے وابستہ ہر اک لمحہ کا دم گھٹتا ہے
یاد آجاتے ہیں جب بھی تجھے بیتے ہوئے دن

میری آوارہ مزاجی کی شکایت نہ کرو
ایک دن تم پہ کھلے گا مرا حسنِ باطن

موت خود کرنے لگی میری حفاظت نیّرؔ
کس نے باندھا مرے بازو پہ امام ضامن

شمسی طہرانی

ایک قطعہ

پھر بھی اے "شاعرِ امروز" نہ ہونا مایوس
تیرا غم سرخیِ افسانۂ یاراں ہوگا
جگمگائے گی دلوں کو ترے افکار کی ضو
میرا ایماں ہے کہ دنیا میں چراغاں ہوگا

جشن اختر اورینوی

پٹنہ ۲۰ اپریل۔ پٹنہ یونیورسٹی کے سینٹ ہال میں زیر صدارت ڈاکٹر کالی کنکر دت وائس چانسلر پٹنہ یونیورسٹی، ادارہ ساغر نو کے زیر اہتمام جشن اختر اورینوی بڑے جوش و خروش سے منایا گیا۔ پٹنہ کے علاوہ گیا، مگدھ، بہار اور رانچی یونیورسٹیوں کے اردو اساتذہ و ادبا نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی پروفیسر عبدالمغنی کی تعارفی تقریر سے شروع ہوئی جس میں انھوں نے ڈاکٹر اختر اورینوی کی ادبی، علمی اور قومی خدمات کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد محمد لطف الرحمٰن صاحب نے صدارت اور افتتاح کی تجویز پیش کی جس کی تائید جناب انجم فاطمی نے کی۔ اپنی افتتاحی تقریر میں پروفیسر عبدالمنان بیدل عظیم آبادی نے اختر صاحب کی خدمات کے پیش نظر ادارہ ساغر نو کے اختر اورینوی نمبر کی اشاعت کو وقت کی ایک اہم ضرورت سے تعبیر کیا۔ ڈاکٹر کالی کنکر دت نے ساغر نو کے اس نمبر کو اختر اورینوی کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد جناب رضا نقوی اور ڈاکٹر یوسف خورشیدی نے اپنے منظوم خراج ہائے عقیدت پیش کیے۔ ریاستی وزیر صحت و جیل جناب عبدالقیوم انصاری نے اپنی تقریر کے دوران ادارہ ساغر نو کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر اختر اورینوی جیسی ادبی شخصیتوں کی بدولت بہار میں نہ صرف اردو زندہ ہے بلکہ ترقی بھی کر رہی ہے۔ اختر صاحب کی شخصیت بالعموم تمام ہندوستان اور بطور خاص شمالی ہندوستان میں اچھی طرح معروف ہے۔ جناب انصاری نے کہا کہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کی یہ واحد تقریب ہے جس میں اتنے شاندار طریقے سے کسی ادیب کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔ ان کے بعد ریاستی وزیر برائے اکسائز جناب جعفر امام نے فرمایا کہ اختر صاحب کی ادبی شخصیت کی عظمت سے قطع نظر انسانیت دوستی کا جذبہ اتنا زیادہ ان کے اندر ہے کہ ملنے والا پہلی ہی ملاقات میں ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ گیا کالج کے پرنسپل صاحب نے بھی اختر صاحب کی شخصی خوبیوں پر روشنی ڈالی اور اس نمبر کی اشاعت پر ادارہ ساغر نو کو مبارکباد پیش کی۔ ڈاکٹر اختر اورینوی نے اپنی تقریر کے دوران اپنی زندگی سے متعلق بعض اہم باتوں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صاحب صدر ڈاکٹر کنکر دت نے اختر صاحب کو اس نمبر کی اشاعت پر مبارکباد پیش کی۔ اس جشن میں شریک ہونے والوں میں کلیم الدین احمد، پروفیسر سید حسن عسکری، پروفیسر جمیل مظہری، پروفیسر اختر قادری، ڈاکٹر صدر الدین فضا، ڈاکٹر محمد محسن، ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن، پروفیسر سید حسن، شاہ مشتاق احمد ایم۔ ایل۔ اے، مولانا جناب صدیقی، پروفیسر ذکی الحق، ڈاکٹر ممتاز احمد، ڈاکٹر یوسف خورشیدی، سہیل عظیم آبادی، ڈاکٹر احمد حسن، ڈاکٹر محمد حسنین، ڈاکٹر سید فخر الدین وہاب اشرفی، ڈاکٹر احمد صدیقی، مختار احمد خاں ایڈوکیٹ و جم کرہ مسٹر یواستو کے نام قابل ذکر ہیں۔

خطبۂ صدارت

(الطاف احمد خیری صدر انجمن ترقی اردو راجستھان۔

جو

انجمن ترقی اردو راجستھان کے سہ سالہ اجلاس تاریخی ۲۵ اپریل ۱۹۶۵ء میں بمقام مسلم مسافر خانہ جے پور پڑھا گیا)

حضرات:-

انجمن ترقی اردو راجستھان۔ کے دستور العمل کی دفعہ ۸ کی رو سے انجمن کے سہ سالہ اجلاس میں صدر کو اپنا صدارتی خطبہ پڑھنا لازم ہے۔ اس لیے مجبوراً آپ کی سمع خراشی کرنے کھڑا ہوا ہوں۔

گذشتہ سہ سالہ اجلاس ۹ رمئی ۱۹۶۲ء کو ہوا تھا۔ اس موقع پر ہم نے بالاتفاق یہ تجویز منظور کی تھی کہ حکومت ہند سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک کمیشن مقرر کر کے تحقیقات کرائے کہ اردو کی بابت جو پالیسی مرکزی حکومت نے طے کی تھی اور جس کا اعلان اس نے جولائی ۱۹۵۸ء میں کیا تھا اس پر کیوں عمل نہیں ہوا اور اب کیا اقدام کیا جائے اور کیا قانون بنایا جائے تاکہ دستور ہند کے عطا کردہ حقوق اردو والوں کو واقعی مل جائیں اور حکومت کی اعلان کردہ پالیسی پر حقیقتاً عمل ہو جائے۔

ہم نے اس تجویز کا انگریزی میں ترجمہ کر کے حکومت ہند کو ایک مفصل تحریر کے ساتھ بھیجا اور اپنی مرکزی انجمن سے بھی استدعا کی کہ وہ بھی اپنے طریقہ سے کوشش کرے۔ تجویز کی نقلیں کچھ مرکزی وزرا کو بھی علیحدہ علیحدہ بھیجی گئیں اور انجمن کی طرف سے میں نئی دہلی جا کر حافظ محمد ابراہیم صاحب وزیر برقاب سے ملا۔ اور اس کے بعد یاد دہانیوں کا سلسلہ جاری ہوا تحقیقاتی کمیشن مقرر کروانے کی یہ جد و جہد ابھی جاری تھی کہ چینی جارحیت کی وجہ سے ملک کو خطرہ لاحق ہو گیا اور ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا۔ ہم نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے تحقیقاتی کمیشن کے تقرر کے مطالبہ کے سلسلے میں تلخ نوائی اور شکوہ سنجی کو نامناسب سمجھا اور فیصلہ کیا کہ ہنگامی حالات کا تقاضہ ہے کہ اس موقع پر ہم بھی اپنے طریقہ سے ملک کے دفاع کی کوششوں میں حصہ لیں چنانچہ ممبران انجمن نے باہمی چندہ جمع کر کے ایک مناسب رقم انجمن کی طرف سے ڈیفنس فنڈ میں دی اور راجستھانی شعرا کو دعوت دی کہ چینی حملہ آوروں کے خلاف تیغ قلم سے جہاد کریں۔ راجستھانی شعرا کی نظموں کا یہ مجموعہ راجستھان ساہتیہ اکاڈمی کے ذریعہ شایع ہو چکا ہے۔ ہم نے یہ بھی طے کیا کہ ہنگامی حالات کی وجہ سے ۲۴ ، ۲۵ ر نومبر ۱۹۶۲ء کو جے پور میں جو کل ہند اردو کانفرنس ہونے والی تھی اسے ملتوی کر دیا جائے۔

اس کے بعد ہم نے اپنی معمولی کوشش احکامات اجرا شدہ کی تعمیل وغیرہ کی بابت جاری رکھیں۔ برابر یاد دہانیاں کرتے رہے اور حسب ضرورت وزراء متعلقہ سے وفود بھیج کر ملاقاتیں کیں۔ دسمبر ۱۹۶۳ء میں مرکزی حکومت کے اسسٹنٹ لسانی اقلیاتی کمشنر سے ایک وفد میری قیادت میں ملا اور تفصیل کے ساتھ اپنی شکایات پیش کیں۔ ان شکایات میں سے بہت سی صحیح مانی گئیں اور لسانی اقلیاتی کمشنر نے اپنی پانچویں سالانہ رپورٹ میں جو پارلیمنٹ کو پیش کی گئی۔ انجمن ترقی اردو راجستھان کی پیش کردہ شکایات کا ذکر کیا ہے۔

انجمن ہذا چند سال سے کوشاں ہے کہ اردو میں ایم۔ اے کلاسیں کھولی جائیں۔ انجمن کی جانب سے میں وائس چانسلر راجستھان یونیورسٹی سے ملا اور ان کو ایک مفصل یادداشت پیش کی مگر یونیورسٹی کے بجٹ میں اس کے لیے گنجائش نہ ہونے کے باعث اور ہنگامی حالات کی وجہ سے مزید گرانٹ ملنے کی توقع نہ ہونے کے سبب ابھی تک ہماری کوششیں بار آور نہیں ہوئیں۔

۱۵، ۱۶، ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۳ء کو جے پور میں ایک کل راجستھان اردو سمپوزیم اور مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ اس سمپوزیم کا افتتاح وزیر اعلیٰ راجستھان جناب موہن لال سکھاڑیا صاحب نے کیا۔ انھوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں ہمیں یقین دلایا کہ "جہاں تک حکومت کا زبان سے تعلق ہے اس کا دماغ اردو کی طرف سے صاف ہے" مگر ساتھ ہی ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے اعتراف کیا کہ:- "یہ بات بھی حکومت کے علم میں ہے کہ بعض ماتحت افسروں کا رویہ اردو کے معاملہ میں صحیح نہیں ہے" چیف منسٹر صاحب نے پرزور الفاظ میں کہا۔ "یقین کیجئے کہ یہ بات زیادہ دن رہنے والی نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو جو شکایت ہو وہ حکومت کے نوٹس میں لائیے۔ مجھ تک پہنچائیے اس پر غور ہوگا اور جائز شکایت ضرور دور کی جائے گی۔" وزیر اعلیٰ کی تقریر کا اقتباس اردو سمپوزیم کی روداد جو ۱۹۶۴ء میں شایع کی

گئی شامل ہے۔

اس کے بعد سے ہم کو جو شکایات ہوئیں وہ برابر وقتاً فوقتاً چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائے۔ اور ان میں سے کچھ شکایات رفع بھی ہو گئیں۔ مثلاً نصاب کی کتابیں جن کے لیے ہم کئی سال سے تقاضا کر رہے تھے چھپ گئیں اور بازار میں بکنے لگیں۔ (مگر ان میں بے شمار غلطیاں تھیں جن کا اغلاط نامہ ہمارے جنرل سکریٹری صاحب نے بڑی محنت سے تیار کیا اور محکمہ متعلقہ کو بھجوایا)، جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات کو حکومت راجستھان نے منظور کر لیا۔ وغیرہ

حضرات! آپ کو یاد ہوگا کہ مردم شماری ۱۹۶۱ء کے سلسلہ میں ہم نے کافی کوشش کی تھی کہ اس مرتبہ جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے ان کی مادری زبان اردو ہی درج کی جائے اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کی طرح ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں اردو والوں کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں راجستھان بھر میں اردو بولنے والوں کی کل تعداد صرف ۳،۸۹،۵۲۲ دکھائی گئی تھی۔ ابھی مردم شماری ۱۹۶۱ء کی مکمل رپورٹ ہمیں دستیاب نہیں ہوئی مگر اخبارات میں جو اعداد و شمار شایع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ اس مردم شماری میں راجستھان میں اردو بولنے والوں کی کل تعداد ۵،۰۹،۶۵۴ دکھائی گئی ہے یعنی پچھلی مردم شماری کے مقابلہ میں ۳۰،۵۷،۲۶۵ یا ۲۲۴ فیصدی کا اضافہ۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری کوششیں ایک حد تک کامیاب ہوئیں مگر میرے خیال میں یہ ۵،۰۹،۶۵۴ کی تعداد بھی صحیح نہیں اور راجستھان میں اردو بولنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ اردو محض مسلمانوں کی مادری زبان نہیں ہے بلکہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب کی ہے۔ مردم شماری ۱۹۶۱ء میں راجستھان میں مسلمانوں کی کل تعداد ۱۳،۱۴،۶۱۲ دکھائی گئی ہے۔ (جبکہ مردم شماری ۱۹۵۱ء میں یہ تعداد ۹،۴۹،۳۵۸ دکھائی گئی تھی) ان میں سے کیا صرف ۵،۰۹،۶۵۴ ہی کی مادری زبان اردو ہے۔ اور راجستھان میں ہندو اور سکھ وغیرہ اردو نہیں بولتے؟ میرے ذاتی خیال میں شہر جے پور ہی میں ایک لاکھ سے زیادہ اردو بولنے والے ہیں۔ تو کیا اجمیر، جودھپور، ٹونک، بیکانیر، اودے پور، کوٹہ، جھنجھنو، ناگور، مالپورہ اور دیگر قصبات و دیہات میں کل چار لاکھ ہی اردو بولنے والے ہیں؟ میرے خیال میں گذشتہ مردم شماری میں بھی اردو بولنے والوں کے ساتھ پوری طرح انصاف نہیں کیا گیا۔

اردو بولنے والوں کے حقوق منوانے کے لیے ہم نے ایک مفصل تجویز پاس کر کے مرکزی انجمن کو بھیجی اور انجمن اور ارکان کو بھی توجہ دلائی کہ مرکز ایک تحریک چلائے اور کسی اچھے انگریزی اخبار میں اردو کے کیس کا ایک سپلیمنٹ چھپوائے اور مرکزی اور ریاستی حکومتوں، ممبران پارلیمنٹ، ممبران اسمبلی وغیرہ کو بھجوائے۔

اس کے بعد یہ طے کیا گیا کہ ملتوی شدہ کل ہند اردو کانفرنس جے پور میں ۲، ۳ اور ۴ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو منعقد کی جائے۔ چنانچہ یہ کانفرنس ہوئی اور اس کا افتتاح چیف منسٹر راجستھان نے کیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا کہ "راجستھان کی کئی سابقہ ریاستوں میں سرکاری سطح پر اردو میں کام ہوتا تھا اور اچھے اچھے مصنف عالم اور شاعر آج بھی ہمارے راجستھان میں ہیں۔ اردو کی حوصلہ افزائی اور اردو کی تعلیم کے لیے راجستھان سرکار کے احکام کا ذکر کرنے کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ: اب راجستھان سرکار نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب ہی خاص خاص قوانین اور قواعد وغیرہ کا ترجمہ اقلیتی زبان میں کیا جائے۔" انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ "سرکار نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر کسی شخص کی درخواست اقلیتی زبان میں دی جاتی ہے تو اس کا جواب انگریزی یا ہندی کے علاوہ اس اقلیتی زبان میں بھی جہاں تک ہو سکے دیا جانا چاہیے ہو سکتا ہے کہ آہستہ آہستہ کچھ اور سہولتیں دینے کی ضرورت محسوس ہو۔" وزیر اعلیٰ صاحب نے اعتراف کیا کہ "سرکار کی جانب سے یہ سب فیصلے کر دینے کے باوجود میرے سامنے وقتاً فوقتاً یہ شکایت آئی ہے کہ ان پر پورا عمل نہیں ہوتا۔ میں امید تو یہ کرتے چلتا ہوں کہ ان سب باتوں پر عمل کیا جاتا ہوگا پھر بھی اس پر پوری نگاہ رکھنے کے لیے میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم ایک کمیٹی ایسی قائم کر دیں گے جو سال میں دو بار ملے اور سرکار کی ان ہدایتوں پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس کی جانچ کرے اور سرکار کو رپورٹ کرے جس سے اگر کہیں کمی ہو تو اس پر عمل کرایا جا سکے۔"

اپنی تقریر کے آخر میں وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بھی اعلان کیا کہ "راجستھان حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ راجستھان ساہتیہ اکاڈمی کو جو مالی امداد دی جاتی ہے اس میں سے دس ہزار روپے سالانہ اردو کی کتابوں کی اشاعت پر صرف کیا جائے گا۔"

کل ہند اردو کانفرنس میں راجستھان شاخ کی طرف سے ایک مفصل رزولیوشن پیش کیا گیا جس کے ذریعے ایک

اعلیٰ اختیارات والی کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کیا گیا تاکہ وہ اردو بولنے والوں کی جملہ شکایات کے متعلق تحقیقات کرے اور ایسی سفارشات کرے کہ جن پر عمل کرنے کے بعد اردو بولنے والی لسانی اقلیت کی شکایات دور ہو جائیں۔ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ جو حقوق دستور کی رو سے اور پارلیمنٹ کی منظور شدہ پالیسی کے تحت دیئے گئے ہیں ان کا صحیح طریقہ سے نفاذ ہو سکے۔

اس کے علاوہ بھی ایک آدھ اور مانگ تھی۔ اس قرارداد کا انگریزی میں ترجمہ کر کے حکومت راجستھان کو بھیجا گیا اور مرکزی انجمن سے بھی استدعا کی گئی کہ وہ بھی حکومت راجستھان کو اس قرارداد کی بابت لکھیں۔

کل ہند اردو کانفرنس کا حال "ہماری زبان" میں شایع ہو چکا ہے اور اب انجمن ہذا کی روداد نمبر تین میں کل ہند مشاعرہ وغیرہ کے متعلق حالات شایع کیے جا رہے ہیں۔

اس کانفرنس کے اخراجات کے لیے ایک ہزار روپیہ کی رقم حکومت راجستھان نے دی اور ایک ہزار ہماری جودھ پور شاخ نے دیئے اور باقی انفرادی چندہ کیا گیا۔ تمام حسابات باقاعدہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کرائے گئے اور آڈیٹر کا سرٹیفکٹ اور چندے کی تفصیل روداد میں شایع کی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس اور مشاعرہ کے سلسلے میں جن اردو دوستوں نے شب و روز محنت کی ان سب کا شکریہ میں نے بحیثیت صدر انجمن ترقی اردو راجستھان نگرانِ اعلیٰ کانفرنس کے اختتام پر ادا کیا تھا اور اب پھر اس موقع پر ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ جن ہمدردان اردو نے فراخ دلی کے ساتھ کانفرنس اور مشاعرہ کے لیے چندہ دیا۔ ان کا بھی تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دسمبر ۶۹ء میں حکومت راجستھان نے چیف منسٹر صاحب کے اعلان کے مطابق۔ ایک کمیٹی مقرر کر دی تاکہ وہ اس کا پختہ انتظام کرے کہ حکومت نے وقتاً فوقتاً جو احکام اردو کی بابت جاری کیے ہیں ان پر عمل ہو۔ یہ کمیٹی جس کے صدر چیف سکریٹری حکومت راجستھان ہیں اور جس کے نواب صاحب لوہارو۔ سید عابد علی صاحب اور میں بھی ممبر ہیں سال میں دو مرتبہ ملا کرے گی اور حکومت کو اپنی رپورٹ دے گی۔

ابھی حال ہی میں ۱۰۴ ممبران پارلیمنٹ نے وزیر اعظم ہند کو ایک عرضداشت پیش کی ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ دستورِ ہند کی دفعہ ۳۴۷ کے تحت اردو کو یوپی، بہار، مدھیہ پردیش، دہلی، راجستھان اور پنجاب کی علاقائی اور دوسری سرکاری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، مدراس، میسور، اڑیسہ، اور مغربی بنگال وغیرہ میں ان لوگوں کو مادری زبان کے طور پر اردو میں تعلیم دینے کا بندوبست کیا جائے جو اسے اپنی مادری زبان قرار دیں۔ یقین ہے پرائم منسٹر صاحب اس پر پوری توجہ اور ہمدردی کے ساتھ غور کریں گے ایسی ہی عرضداشتیں صدر جمہوریہ اور وزیر داخلہ ہند کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔

حال میں چند موقر انگریزی روزناموں نے جن کی اشاعت بہت کثیر ہے اور جو بہت وزن رکھتے ہیں اردو کی موافقت میں بہت اچھے اداریے لکھے ہیں۔

ہندوستان کے اردو مصنف، ادبا اور شعرا بھی اردو کے ساتھ انصاف کیے جانے کے لیے ایک اپیل تیار کر رہے ہیں جس میں راجستھان کے ادیب اور شاعر بھی شریک ہیں۔

جو حالات میں نے ابھی عرض کیے ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اردو سے تعصب عناد اور نفرت کی فضا بدل رہی ہے اور حالات کچھ ساز گار ہوتے جا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم سب ہمدردانِ اردو ملی کر ہر آئینی اور جمہوری طریقہ سے اپنے جائز مطالبات منوانے کے لیے کوشش کرتے رہیں۔ جو جو مطالبات مان لیے گئے اور جو سہولتیں فراہم کر دی گئیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ مثلاً ابتدائی درجوں میں مادری زبان کے ذریعہ تعلیم کی سہولت۔ اردو میں درخواستیں دینے کی سہولت وغیرہ اور جو مطالبات ابھی پورے نہیں ہوئے۔ جیسے اردو کو دوسری سرکاری بنانے کا مطالبہ ان کے حصول کے لیے برابر کوشش کرتے رہیں۔

حکومت سے مطالبات کرنے کے علاوہ ہمیں اپنے طریقہ سے جو کام کرنا ہے وہ بھی بہت اہم اور ضروری ہے یعنی اپنے بچوں کو اپنے گھروں پر اردو پڑھنا اور لکھنا سکھائیں، اور تعلیم بالغان کی مہم چلا کر جو لوگ ناخواندہ ہیں ان کو اردو پڑھائیں۔ اور اردو اخباروں، رسالوں اور اردو کتابوں کے خریداروں میں اضافہ کریں۔

میں نے آپ حضرات کا بہت وقت لے لیا اب میں آپ سب کے شکریہ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

صدر جمہوریہ کو ادیبوں شاعروں اور مصنفین کی جانب سے یادداشت پیش کی جائے گی

حیدرآباد ۳ر مئی۔ اردو کے شاعروں، ادیبوں اور مصنفین کا ایک جلسہ کل شام کے (۶) بجے اردو ہال میں بصدارت حکیم یوسف حسین خاں صاحب منعقد ہوا۔ جس میں اردو کے شاعروں، ادیبوں اور مصنفین کی جانب سے صدر جمہوریہ ہند کی خدمت میں جو یادداشت پیش کی جانے والی ہے اس کے مسودہ کو قطعی شکل دی جاکر منظور کیا گیا تاکہ دستخط حاصل کرکے اس کو صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اس کے لیے ایک اڈہاک کمیٹی بنائی گئی اور مسٹر حسینی شاہد کو عارضی طور پر اس کا کنوینر بنایا گیا تاکہ مسٹر مخدوم محی الدین کی عدم موجودگی میں اس دستخطی مہم کو جاری رکھ سکیں۔ اس کمیٹی میں حکیم یوسف حسین خاں، مسٹر سروجنی ہوا اس لاہوتی، مسٹر ناصر کرنولی، آمنہ ابوالحسن، مسٹر صلاح الدین نیر، مسٹر وقار خلیل وغیرہ کو شامل کیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے پایا کہ انجمن ترقی اردو کی اضلاعی شاخوں کے ذریعہ اس مہم کو اضلاع میں بھی جاری کیا جائے ورنگل کے لیے شری مجتبیٰ نکہت کو مجاز گردانا گیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ اس یادداشت کو طبع کرواکر دستخط حاصل کرنے کی مہم شروع کی جائے۔ یادداشت میں کہا گیا ہے کہ ہم اردو کے مصنف، ادیب اور شاعر قومی یکجہتی، جمہوریت کے اعلیٰ مقاصد اور مشترک تہذیب کے نام پر صدر جمہوریہ سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اردو کو جو ہندوستان کی چودہ قومی زبانوں میں سے اترپردیش، بہار، پنجاب اور دہلی کے علاقے میں دستور کی دفعہ (۳۴۷) کی رو سے سرکاری زبان قرار دیں اور آندھرا پردیش میں جہاں اردو کو دوسری علاقائی زبان تسلیم کیا جا چکا ہے قانونی موقف عطا کرنے کی ہدایت کریں۔ نیز دوسری ریاستوں میں بھی جہاں اردو بولنے والوں کی خاصی تعداد ہو ابتدائی اور ثانوی تعلیم اردو کے ذریعہ سے دیئے جانے کی ہدایت کریں۔ اور اردو کے چلن میں سہولتیں بہم پہنچائیں۔ آزادی کے بعد سے کئی ریاستوں میں اردو زبان کی تعلیم کا مناسب انتظام نہیں کیا گیا ہے اور اس کے استعمال میں کئی رکاوٹیں پیدا کی گئی ہیں۔ یہ طریقہ قومی مقاصد کے خلاف ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے ہندوستان کی آبادی کے ایک قابل لحاظ حصہ کی شخصیت کی نشوونما پوری طرح نہیں ہو سکتی ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے اعداد ہمارے سامنے ہیں اور اگرچہ یہ کہنے کے لیے کافی وجوہ ہیں کہ اردو کے سلسلے میں جو اعداد و شمار شائع کیے گئے ہیں وہ حقیقت کی ترجمانی نہیں کرتے لیکن ان اعداد و شمار کے مطابق بھی ہندوستان میں اردو بولنے والوں کی تعداد (۲۳۰۰،۲۰۳۳،۲) ہے جس میں (۶۰،۸۰) لاکھ اترپردیش میں اور (۴۱) لاکھ بہار میں ہیں۔ اردو زبان کا ایک شاندار ادب ہے جس میں ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور دوسرے فرقوں کے لوگوں نے برابر کا حصہ لیا ہے اس کے ذریعہ سے اعلیٰ تعلیم بھی دی جا چکی ہے اور ہندوستان کے طول و عرض میں یہ آج بھی سمجھی جاتی ہے جدید ہندوستانی زبانوں کے بولنے والوں میں اس کے بولنے والے پانچویں نمبر پر ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ صدر جمہوریہ ہماری اس درخواست پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے یہ جلسہ مسٹر سروجنی ہوا اس لاہوتی کے شکریہ پر اختتام کو پہنچا۔

(سیاست حیدرآباد)

اردو ادیبوں کی طرف سے پاکستانی جارحیت کی مذمت

۳ر مئی۔ اردو کے شاعروں، ادیبوں اور مصنفین کے ایک جلسہ میں جو کل شام اردو ہال میں منعقد ہوا تھا پاکستان کے جارحانہ اقدام کی مذمت کرتے ہوئے قرارداد منظور کی گئی قرارداد راج بہادر گوڑ نے پیش کی جس کی تائید مسٹر حبیب الرحمٰن نے کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ حیدرآباد کے ادیبوں شاعروں اور مصنفین کا یہ جلسہ ہندوستان کی سرحدوں پر پاکستان کے جارحانہ اقدام کی مذمت کرتا ہے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان لڑائی دو بھائیوں کی لڑائی ہوگی اور اس کے تصور ہی سے روح کانپتی ہے۔ ہم ادیبوں نے ہمیشہ قلم کے زور پر انسانیت بھائی چارہ اور امن کو فروغ دیا ہے۔ ہم یہ شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ کوئی تنازعہ بھی جنگ سے حل

نہیں ہوا بلکہ جنگ نے نئے تنازعات پیدا کیے ہیں۔ پرامن ماحول میں بات چیت کے ذریعے مسائل کی یکسوئی بالکل ممکن ہے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تہذیبی تعلقات بہت گہرے ہیں اور انھیں مزید استوار کرنا ضروری ہے اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ نہ کریں گے کا معاہدہ ہو جائے ہم پاکستان کے ادیبوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مسئلہ پر غور کریں اور اپنی حکومت پر زور دیں کہ لڑائی بند کرے اور پرامن بات چیت سے مسائل کو طے کرنے کے لیے ضروری قدم اٹھائے۔ (سیاست حیدرآباد)

انتخاب عہدیداران انجمن ترقی اردو جبل پور

مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۶۵ء بوقت آٹھ بجے شب انجمن ترقی اردو کے ممبران کی ایک عام میٹنگ بر مکان جناب پنالال صاحب صدر انجمن منعقد ہوئی۔ صاحب صدر نے انجمن کی گذشتہ کارگذاری و آمد و خرچ پر روشنی ڈالی۔ سیکریٹری انجمن نے انجمن کی تاریخ پر مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد شری واستو صاحب کی ہی صدارت میں انجمن کی سہ سالہ انتخابی کارروائی شروع ہوئی اور ذیل کے عہدیداران منتخب ہوئے۔

جناب جے کشن چودھری حبیب — صدر
" ماسٹر شمس الدین شمس انصاری — نائب صدر
" حافظ محمد خلیل الرحمٰن خاں غوری — سیکریٹری و لائبریرین

مجلس عاملہ کے لیے ذیل حضرات کو نامزد کیا گیا۔

۱۔ پرنسپل وسیم الدین صاحب ۲۔ پروفیسر محمد فرید صاحب
۳۔ ڈاکٹر رمیش ناز " ۴۔ حکیم حامد علیخان "
۵۔ حافظ عبدالرشید " ۶۔ نہال الدین تاباں "

ممبران نے متفقہ طور پر ۱۰۶ [illegible] جناب پنالال صاحب [illegible] کو مقرر کیا تاکہ آپ کی [illegible] میں انجمن کا کام برابر چلتا رہے۔ (محمد خلیل الرحمٰن خاں سکریٹری)

انجمن ترقی اردو شاخ اجین کا جلسہ

۲۴ر اپریل کو بزم اہل ادب اور انجمن ترقی اردو شاخ اجین کے اراکین کا جلسہ ہوا جس میں باتفاق رائے یہ قرارداد منظور ہوئی کہ اردو کو ہندوستان میں اس کا جائز دستوری حق دیا جائے۔ چونکہ اردو کشمیر، پنجاب، دہلی، یو۔پی، بہار، راجستھان، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں لکھی پڑھی اور بولی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ اس کا کوئی علاقہ تسلیم نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بڑی مشکلات درپیش ہیں۔ یہ جلسہ تمام ہمدردان اردو سے درخواست کرتا ہے کہ متحد ہو کر جد و جہد کریں اور ہر قربانی کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

اس کے بعد طرحی مشاعرہ زیر صدارت عاقل مہوی ہوا، جس میں بطور مہمان خصوصی حضرت باسط ادیبی (جو عرصے سے بھوپال میں مقیم اور وہاں کی کئی بزموں کے روح رواں ہیں) نے شرکت فرمائی۔ ان کے علاوہ بیس شعراء کرام نے اپنا کلام سنایا اور خاطر خواہ داد حاصل کی۔

اس کے قبل شری چنتامن گنیش میں طرحی مشاعرہ زیر انتظام سلطان احمد صدیقی ایم۔ اے۔ ایل ایل بی (علیگ) جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو شاخ اجین منعقد ہوا۔

(سلطان احمد صدیقی جنرل سکریٹری انجمن شاخ اجین)

صفحہ ۳ سے آگے

اور قواعد ۱۶۹۸ سے پہلے ڈچ زبان میں تصنیف ہوئی تھیں کیونکہ سن ۱۶۹۸ کا ایک نسخہ جو لکھنؤ میں ایک ڈچ کلرک نے تیار کیا تھا۔ ہیگ (ہالینڈ) کے کتب خانے میں موجود ہے۔ وہ گل اور مشہور کردہ معلومات کے تحت یہ لغت اور قواعد ۱۶۹۰ کے بعد لکھی گئی ہے اور ۱۶۹۸ سے پہلے غالباً مسودہ ترتیب فرانسیسی لغت کی تالیف کا زمانہ بھی یہی ہے لیکن وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اس لغت کے صحیح سن تالیف کی نشان دہی صرف ہندوستان آنے والے یسوعی مشنوں کی تاریخوں سے ہی ہو سکتی ہے۔ ہندوستان آنے والے تمام ہی مشنوں کی تاریخیں بے حد تفصیلی ہیں اور ان سے تقریباً تمام اہم مشنریوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات فراہم ہو جاتی ہیں۔ ان تاریخوں کی ایک بڑی تعداد نیشنل لائبریری کلکتہ میں محفوظ بھی ہے۔

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ۔ پرنٹر ظہیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں چھپایا پبلشر نذیر حسن نے دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا